امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ کے متعلق علمائے جرح وتعدیل کے مختلف فیہ اقوال کا تحقیقی جائزہ

A research overview of the various sayings of the critics concerning Imam Sulaiman bin Ahmad Tabrani

مریم حامد*
ڈاکٹر نسیم اختر**

Abstract:

After the Qur'an, the Hadith is the second most important source of the Islamic Shari'ah, in which the *Muhaddithin* had dedicated their lives to it and had tolerated every inconvenience and criticism. Nevertheless, these scholars were also not exempted from accusation and had regularly faced criticism from their peers. But even so, their determination and love of religion did not diminish. They continued their efforts and kept spreading the *Hadith* to the people. One of such scholars is Imam Tabrani. He is the most famous *Muhaddithin* of his time, well known for his numerous credentials and traditions. However, like the other *Muhaddithin*, he could not escape the scourge of scholars. The purpose of this research work is to evaluate and analyze various sayings of his critics.

Keywords: Quran, Hadith, Islamic Shari'ah, Muhaddithin, Imam Tabrani

تعارف:

قرآن کریم کے بعد حدیث نبوی ﷺ شریعت اسلامی کا دوسرا بنیادی مآخذ ہے، جس کی حفاظت و تدوین میں محدثین کرام نے اپنی زندگیاں صرف کی ہیں اور ہر تکلیف و تنقید کو خوش اسلوبی سے برداشت کیا ہے۔اس کے باوجود بھی یہ محدثین کرام تعن و تنقید سے محفوظ نہ رہیں اور باقاعدہ ہر زمانے میں ان کو اپنے ہم عصر سے تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کے عزم و استقلال اور دین سے محبت میں کمی نہیں آئی اور اپنی کوشش و جستجو کو برابر جاری رکھا اور عوام الناس کو حدیث کا علم پہنچاتے رہے۔ان محدثین کرام میں سے ایک نام امام

* لیکچرار، اسلامک اسٹڈیز، ویمن یونیورسٹی صوابی maryamhamid21@gmail.com
** اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی پشاور khtr_nsm@yahoo.com

طبرانی رحمہ اللہ کی ہے۔ امام طبرانی کا شمار اپنے وقت کے مایہ ناز محدثین میں ہوتا ہے، آپ علو اسناد اور کثرت روایات کے لیے کافی مشہور تھے۔ تاہم باقی محدثین کی طرح آپ بھی علمائے جرح وتعدیل کی جرح سے بچ نہ سکے۔ اس تحقیقی کام کا مقصد امام طبرانی کے متعلق علمائے جرح وتعدیل کے اقوال جرح وتعدیل کا تحقیقی جائزہ لینا ہے۔اس سے پہلے امام طبرانی کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی کا تعارف:

آپ کا نام سلیمان اور کنیت ابو القاسم ہے اور سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الشامی اللخمی[1] الطبرانی[2] ہے۔ آپ صفر ۲۶۰ھ بمطابق ۸۷۳ء کو عکا شام میں پیدا ہوئے[3] اور یاقوت الحموی[4] اور ابن اثیر[5] کے مطابق طبریہ[6] میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا۔ جو یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ آپ کا اصل وطن طبریہ تھا۔ یہ اردن کے قریب موجود ہے۔ آپ کی والدہ عکا سے تھی[7]۔ آپ کے والد محدثین میں سے تھے۔

مشائخ کرام:

امام طبرانی نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے استفادہ اٹھایا، ان میں سے بعض قابل ذکر کے نام یہ ہیں:

- ابرہیم بن معاویہ بن ذکوان بن ابی سفیان ابو اسحاق القیسرانی، (م ۲۷۸ھ)۔
- ابراہیم بن محمد بن حارث بن محمد بن عبد الرحمن بن عرق حمصی یحصبی۔
- ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن سوید شامی، (م۲۸۶ھ)۔
- ابو زرعہ عبد الرحمن بن عمرو بن عبد اللہ بن صفوان بن عمرو نصری دمشقی، (م۲۸۱ھ)۔
- ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی صاحب "السنن"۔ (م۳۰۲ھ)۔
- ابراہیم بن عبد اللہ بن مسلم بن ماغز بن مہاجر ابو مسلم بصری کجی، (م ۲۷۰ھ)
- احمد بن انس بن مالک ابو حسن مقری، دمشقی، (م۲۹۹ھ)۔
- احمد بن عبد الرحیم بن یزید بن فضیل حوطی، (م۲۷۹ھ)۔
- احمد بن عبد القاہر خبیری لخمی دمشقی، (وفات بعد ۲۷۹ھ)۔
- احمد بن معلی بن یزید ابو بکر آسدی دمشقی، (م۲۸۶ھ)۔
- عبد اللہ بن احمد حنبل، (م۲۹۰ھ)۔
- عبد اللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم، (م۲۸۱ھ)۔

- ابویعقوب اسحاق بن ابرہیم بن عباد الدبری، (م ۲۸۵ھ)۔
- ابراہیم بن محمد بن برۃ الصنعانی، (م ۲۸۶ھ)۔
- محمد بن یحییٰ بن مندہ، (م ۳۰۱ھ)۔

امام طبرانی کے تلامذہ:

امام طبرانی علو اسناد اور کثرت روایات کے لیے کافی مشہور تھے، پس تلامذہ کی کافی تعداد نے بھی آپ کی طرف مختلف اطراف سے سفر کیا یہاں تک کہ آپ کی شاگردی میں باپ، بیٹا اور پوتا یہاں تک کہ اجداد رہے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی بے شمار ہے اور ان سے استفادہ کرنے والوں میں انکے بعض شیوخ بھی شامل ہیں، بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں:

- امام ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی بصری اعمی (م ۳۰۵ھ)۔
- ابو عباس احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن زایاد بن عبد اللہ بن عجلان، جو حافظ ابن عقدہ کے نام سے مشہور ہے، (م ۳۳۲ھ)۔

(یہ دونوں صاحبان آپ کے شیوخ میں سے ہیں۔)

- حافظ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ اصبہانی، (م ۴۱۰ھ)۔
- علامہ ابو عمر محمد بن حسین بسطامی۔
- امام الحافظ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران، ابو نعیم اصبہانی، (م ۴۳۰ھ)۔
- امام حافظ محمد بن احمد بن محمد جارودی، ہروی، (م ۴۱۳ھ)۔
- امام حافظ ابو سعید محمد بن علی بن عمرو ابن مھدی اصبہانی، النقاش، (م ۴۱۴ھ)۔
- ابو قاسم عبد الرحمن بن ابی بکر محمد بن ابی علی احمد بن عبد الرحمن، ہمدانی ذکوانی، (م ۴۴۳ھ)۔
- ابو حسین احمد بن محمد بن حسین ابن محمد بن فاذشاہ، (م ۴۳۳ھ)۔
- ابو سعد عبد الرحمن بن احمد بن عمر اصبہانی الصفار، (م ۴۳۶ھ)۔

وفات:

امام طبرانی نے بروز شنبہ ۲۸ ذوالقعدہ ۳۶۰ھ بمطابق ۹۷۱ء کو سو سال کی عمر میں اصبہان کے شہر جي میں وفات پائی اور ایک صحابی رسول حضرت حممۃ[8] رضی اللہ عنہ کے مزار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی نے نماز

جنازہ پڑھائی[9]۔ ایک اور قول ہے کہ آپ نے شوال میں وفات پائی۔ واللہ اعلم[10]۔

امام طبرانیؒ کی علمی اسفار:

امام طبرانی نے ۲۷۳ھ میں تیرہ برس کی عمر میں اپنے علمی سفر کا آغاز کیا۔ پہلے انہوں نے اپنے وطن طبریہ کے اصحاب علم و فضل سے استفادہ کیا۔ اسکے بعد انہوں نے دوسرے اسلامی ملکوں کے اہم مقامات اور مشہور مراکز حدیث کا رخ کیا۔ پہلے آپ ۲۷۴ھ میں قدس گئے پھر ۲۷۵ھ میں قیساریہ گئے، پھر حمص، جبلہ، مدائن، شام، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، اور یمن گئے۔ پھر عراق، اصبہان اور فارس گئے[11]۔ بغداد، مصر، کوفہ، بصرہ، جزیرہ، کی طرف بھی تحصیل علم کے لیے سفر کیا۔ ان شہروں کے سفر کے دوران امام طبرانی کی ملاقات مختلف علماء اور مشائخ سے ہوئی جن سے انہوں نے علم کا فیض حاصل کیا۔ یعنی آپ نے دمشق میں ابو زرعہ بصری، احمد بن معلی، ابو عبد المالک بسری، احمد بن انس بن مالک، احمد بن عبد القاہر بجیری لخمی، سلیمان بن ایوب بن حزم، حریث بن ابراہیم، احمد بن محمد بن یحیی بن حمزہ، ابو علی اسماعیل بن محمد بن قیراط اور ابو قصی بن اسماعیل بن محمد عزری سے علم کے حوالے سے استفادہ کیا۔

مصر میں یحیی بن ایوب علاف، احمد بن شعیب نسائی۔ ابی زنباع روح بن فرج، عبید بن رجال، مقدام بن داود، عبد الرحمن بن معاویہ اور عبد المالک بن یحیی بن بکر کی شاگردی میں وقت گزارا۔ برقہ میں احمد بن ابراہیم برقی سے علم کی صحبت حاصل کی۔ یمن میں اسحاق بن ابراہیم دبری، حسن بن عبد الاعلی بوسی، ابراہیم بن محمد بن برہ، ابراہیم بن موئد شیبانی، ابراہیم بن سوید شامی اور محمد بن شعیب بن حجاج زبیری کے زیر نگرانی علوم حاصل کیے۔ اور ان علماء کرام کا شمار عبد الرزاق کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ شام ابو زید احمد بن عبد الرحیم حوطی، ابراہیم بن ابی سفیان قیسرانی، ابراہیم بن محمد بن عرق حمصی اور ابو عقیل بن انس خولانی سے علم کا فیض پایا۔ مکہ میں علی بن عبد العزیز بغوی، عبد اللہ بن علی جارودی، مسعدہ بن سعد العطار مکی، مفضل بن محمد جندی سے استفادہ کیا۔ بغداد میں احمد بن علی البار، بشر بن موسی اسدی، عمر بن حفص دوسی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، موسی بن ھارون حمال، عبد اللہ بن عباس طیالسی، عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ، محمد بن جریر طبری، محمد بن احمد بن براء اور ہحمد بن یحیی سے احادیث روایت کیں۔ کوفہ میں محمد بن عبد اللہ بن مطین، عبد اللہ بن زیدان، عبید بن کثیر تمار اور بصرہ میں ابو خلیفہ فضل بن حباب جمعی، عبد اللہ بن محمد حمیری، محمد بن یحیی بن منذر قزاز اور عبد اللہ بن فلاد وغیرہ سے احادیث روایت کیں۔ واسط میں جعفر بن احمد بن سنان، حباب بن صالح، اسلم بن سھل، نعمان بن احمد وغیرہ اور اصبہان محمد بن اسد بن یزید اصبہانی

وغیرہ سے علم کا فیض حاصل کیا۔ عراق میں ابو مسلم کجی، ادریس بن جعفر طیار، ابو خلیفہ فضل بن حباب جمعی اور حسن بن سہل بن مجوز کی صحبت اختیار کرتے ہوئے ان کے زیر سایہ اپنے علم کی دولت کو بڑھایا۔ اور ان تمام علماء کی زیر نگرانی علم حدیث کا فیض پایا۔ ان سب علماء سے علم کا فیض حاصل کرنے کے بعد آپ نے اصبہان کی مرکزیت کی وجہ سے یہیں سکونت اختیار کر لی تھی[12]۔

محمد بن عمر جروانی سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی صاحب علم سے سنا کہ امام طبرانی نے ۳۳ سال سفر میں گزارے[13]۔ حافظ ابو بکر بن مردویہ فرماتے ہیں کہ امام طبرانی نے فرمایا: میں پہلی دفعہ اصبہان ۲۹۰ھ میں آیا اور دوسری مرتبہ ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ھ میں آیا اور ساٹھ سال یہاں گزارے[14] اور یاقوت حموی فرماتے ہیں کہ آپ پہلی دفعہ اصبہان ۲۹۰ھ میں آئے اور ۷۰ سال یہاں قیام کیا یہاں تک کہ وفات پاگئے[15]۔ ابو نعیم اصبہانی فرماتے ہیں کہ آپ پہلی دفعہ اصبہان ۲۹۰ھ میں آئے پھر واپس چلے گئے اور دوبارہ واپس آئے۔ اور ساٹھ سال تک یہاں رہے[16]۔

علم کی تلاش و جستجو اور احادیث کی حصول میں ان کو سخت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اس کے باوجود ان کے عزم، ذوق و شوق اور جدوجہد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ابو بکر بن ابی علی فرماتے ہیں: "میرے والد نے ابو قاسم سے ان کے کثرت حدیث کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں ۳۰ سال تک بوریا پر سوتا رہا۔"[17]

امام طبرانی کی تصانیف:

امام طبرانی نے متعدد کتب تصنیف کیں، لیکن اپنے وقت کے دوسرے مصنفین و مؤلفین کی طرح انکے بھی اکثر کتب محفوظ نہ رہ سکیں، ذیل میں انکے چند تصانیف کے نام ذکر ہیں:

"معجم کبیر"، "المعجم الأوسط"، "الروض الداني (المعجم الصغير)"، "کتاب الدعا"، "کتاب حديث الشاميين"، "کتاب طرق حديث من كذب علي متعمدا"، "کتاب مكارم الأخلاق"، "جزء أبي القاسم الطبراني"، "الأوائل للطبراني"، "الأحاديث الطوال"، "حديث الضب الذي تكلم بين يدي النبي للطبراني"، "فضل الرمي وتعليمه"، "فضل عشر ذي الحجة"، "الزيادات في كتاب الجود والسخاء"، "جزء فيه ما انتقى أبو بكر أحمد بن موسى ابن مردويه على أبي القاسم الطبراني من حديثه لأهل البصرة"، "من اسمه عطاء من رواة الحديث" کتاب فضل العلم، کتاب التفسير، کتاب دلائل النبوة، کتاب حديث الشاميين، کتاب العشرة، کتاب معرفة الصحابہ، مسند ابی ھریرۃ، مسند عائشہ، کتاب الفرائض، کتاب الرد علی المعتزلة، کتاب الرد علی الجہمیہ، مکارم اخلاق العزہ، فضل عکرمہ، کتاب امہات النبی، کتاب غرائب المالک، وغیرہ۔

آپ کا محدثانہ مقام:

امام طبرانی علم و فضل کے جامع اور حدیث میں نہایت ممتاز تھے۔ امام ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ امام طبرانی پر کثرت روایت حدیث اور علو اسناد کی انتہا ہوئی ہے، اور ابن ناصر الدین "مسند الآفاق" لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابن عقدہ سے ایک اصبہانی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انھوں نے پوچھا کہ تم نے سلیمان بن احمد لخمی سے سماع کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میں ان سے واقف نہیں، ابن عقدہ نے حیرت سے سبحان اللہ کہا اور فرمایا کہ ان کے ہوتے ہوئے تم لوگ ان سے حدیثیں نہیں سنتے اور ہم لوگوں کو خواہ مخواہ تکلیف دیتے ہو میں نے طبرانی کا کوئی نظیر نہیں دیکھا[18]۔

ابن عمید سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی منصب وزارت کے علاوہ نہیں ہے اور مجھ کو جو مزا اس مرتبہ میں حاصل ہوا، وہ دنیا کی لذیذ چیزوں میں سے کسی میں نہیں پایا۔ یہاں تک کہ ایک دن میرے سامنے مشہور محدث ابو بکر جعابی اور امام طبرانی کے مابین مذاکرہ حدیث ہوا۔ کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابو بکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لے جاتے تھے۔ یہ قصہ دیر تک ہوتا رہا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور ہر ایک اسی کوشش میں تھا کہ اپنے حریف پھر غلبہ حاصل کریں، پس ابو بکر جعابی نے کہا: میرے پاس ایک حدیث ہے جو دنیا میں میرے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ پس طبرانی نے کہا: لے آو۔ پس ابو بکر جعابی نے کہا: "حدثنا ابو خلیفہ الجمعی حدثنا سلیمان بن ایوب"۔ اور پوری حدیث بیان کر دی۔ طبرانی نے اسی وقت کہا: میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں اور ابو خلیفہ میرا ہی شاگرد ہے اور وہ مجھ سے ہی حدیث روایت کرتا ہے۔ پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو تاکہ تم کو علو اسناد حاصل ہو۔ ابن عمید کہتے ہیں کہ اس وقت جعابی بہت شرمندہ ہوگئے۔ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت و غلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے، وہ مجھ کو حاصل ہوتا۔ اس قسم کی فرحت وزارت میں نہیں ہے[19]۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ کے متعلق معدلین کی رائے:

حفظ وضبط واتقان میں بلند مرتبہ پر تھے، انکے معاصرین اور محدثین نے ان کے حافظہ اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے، سیر اور تراجم نے انکو الحافظ الکبیر، احد الحفاظ، الحافظ العلم، واسع الحفظ، الحجۃ وغیرہ لکھا ہے[20]۔ ابو بکر ابن ابی علی المعدل آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ اپنے علم و فضل، وسعت علم اور کثرت تصانیف کے لیے بہت

مشہور تھے [21]۔ تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں کہ آپ کثرت حفظ اور سفر کرنے والوں میں سے ایک ہیں [22]۔ ابن عقدہ فرماتے ہیں کہ میں ابو قاسم کی کوئی نظیر نہیں دیکھتا، میں نے آپ سے سماعت کی ہے اور آپ نے مجھ سے، اور ہم دونوں نے اپنے استادوں سے سماعت کی ہے۔ اور کہا کہ میں آپ سے زیادہ حدیث کو جاننے والا اور سند کو یاد کرنے ولا نہیں جانتا [23]۔ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ ثقہ امام زیادہ رحلت کرنے والے، محدث اسلام اور علم المعمرین ہیں۔ اور تذکرۃ الحفاظ میں رقم طراز ہیں: آپ حافظ، علامہ، حجۃ، بقیۃ الحفاظ اور مسند الدنیا ہیں [24]۔ ابن جوزی المنتظم میں رقم طراز ہیں کہ آپ دین اللہ تعالی میں حافظ اور شدید تھے [25]۔ معجم البلدان میں یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ آپ احد الائمہ المعروفین، الحفاظ المکثرین، الطلاب الرحالین الجوالین، المشایخ العمدین، المصنفین المحدثین، اور الثقات الاثبات المعدلین ہیں [26]۔ ابو بکر ابن ابی علی معدل فرماتے ہیں کہ امام طبرانی اپنے علم و فضل کے لیے مشہور تھے۔ آپ وسیع العلم اور کثیر التصانیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ اخیر عمر میں آپ کی نظر چلی گئی تھی۔ پس آپ کہا کرتے تھے کہ زنادقہ نے مجھ پر سحر کیا ہے۔ ایک دن آپ کے شاگرد حسن عطار نے آپ کی نظر کا امتحان لینے کے لیے پوچھا کہ چھت میں کتنے کڑے ہیں؟ آپ نے کہا: میں نہیں جانتا مگر میری انگوٹھی کا نقش "سلیمان بن احمد" ہے [27]۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ کے متعلق علمائے جارحین کی رائے اور ان کا علمی محاکمہ:

امام طبرانی کا شمار اپنے وقت کے مایہ ناز محدثین میں ہوتا ہے، آپ علو اسناد اور کثرت روایات کے لیے کافی مشہور تھے۔ تاہم باقی محدثین کی طرح آپ بھی علمائے جرح و تعدیل کی جرح سے بچ نہ سکے۔ بعض علماء کرام نے آپ پر جرح کی ہے۔ معاصرین کی مدح و ثناء کے باوجود آپ لوگوں کی تنقید سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اب میں یہاں پر ان وجوہات کو ذکر کروں گی جس کی بنیاد پر آپ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ساتھ میں ان کے جوابات بھی بیان کروں گی۔

امام طبرانی پر جو تنقید ہوئی ہیں انہیں تین نقاط میں تقسیم کیا گیا ہے:

ابن مردویہ نے ان کو ان کی غلطی یا بھول پر لین قرار دیا ہے۔ امام طبرانی مغازی کی ایک حدیث میں غلطی یا بھول کا شکار ہوئے ہیں، جس میں وہ عبد الرحیم بن برقی (متوفی ۲۸۶ھ) سے نقل کرتے ہیں تو اس کی جگہ اشتباہ کی وجہ سے عبد الرحیم کے بڑے بھائی احمد بن برقی (متوفی ۲۶۶ھ) کا نام لیتے ہیں حالانکہ آپ کی ملاقات احمد سے ثابت نہیں ہوئی۔ وہ آپ کے مصر میں داخل ہونے سے دس سال پہلے یا اس سے زیادہ عرصہ پہلے احمد وفات پا چکے تھے [28]۔ اسی

وجہ کو ابن منصور شیرازی نے بھی نقل کیا ہے ہوا یوں کہ حافظ ابو عباس احمد بن منصور شیرازی سے طبرانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے آپ سے تین ہزار احادیث لکھی ہیں، اور آپ ثقہ ہیں، مگر آپ نے مصر میں ایک شیخ سے حدیث لکھی ہے جو دو بھائی تھے تو آپ ان کے نام میں غلطی کا شکار ہوئے اور ابراہیم کی بجائے احمد بن برقی کا ذکر کیا ہے[29]۔ ابن مردویہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں داخل ہوا اور ادریس بن جعفر عطار کی حدیث طلب کی جو انہوں نے یزید بن ھارون سے اور انہوں نے روح سے روایت کی ہے۔ پس میں نے چند گنے چنے احادیث ہی پائے جبکہ طبرانی نے ادریس سے بطریقہ یزید کافی احادیث روایت کی ہے۔ امام ذہبی اسکے جواب میں فرماتے ہیں: یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اہل بغداد ادریس سے اسکی لین ہونے کی وجہ سے باز رہتے تھے اور طبرانی نے ان سے علو اسناد کی خاطر احادیث روایت کی ہیں[30]۔

احمد باطرقانی فرماتے ہیں کہ ابن مردویہ طبرانی کے گھر ان کے بیٹے ابوذر کی وفات کے بعد داخل ہوئے اور میں اسکے ساتھ تھا- تاکہ اس سے اس کی کتابیں خریدیں۔ پس آپ نے کتاب "اوائل" کے اجزاء دیکھے تو اسکو حاصل کیا اور آپ کے بارے میں برا بھلا کہا۔ اور وہ آپ کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے[31]۔

حافظ سلیمان بن ابراہیم بھی فرماتے ہیں کہ ابن مردویہ طبرانی کے لیے دل میں خلش رکھتے تھے۔ پس وہ اسکو کلام میں بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابونعیم نے آپ سے پوچھا: اے ابو بکر! آپ نے کتنی احادیث آپ (طبرانی) سے لکھی ہیں؟ پس آپ نے ایک ڈھیر کی طرف اشارہ کیا۔ پس ابونعیم نے کہا: کیا آپ نے اسکی مثل دیکھی ہے؟ اس پھر ابن مردویہ خاموش رہے[32]۔

ابو عبد اللہ حاکم نے بھی اپنی کتاب "معرفۃ علوم حدیث" میں فرمایا ہے: حافظ ابو علی نیسابوری امام طبرانی کے متعلق بری رائے رکھتے تھے۔ پس میں نے اسکی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم ابو خلیفہ کے دروازے پر کھڑے تھے، میں نے آپ سے حدیث (امرت ان اسجد علی سبعۃ اعضاء[33]) کی سند کا پوچھا کہ یہ حدیث شعبہ نے عبد الملک بن میسرہ عن طاوس عن ابن عباس سے روایت کیا ہے؟ تو امام طبرانی نے کہا: ہاں۔ اور غندر اور ابن ابی عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو علی فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ان دونوں نے کن سے روایت کی ہے؟ تو کہنے لگے: عبد اللہ بن احمد نے اپنے باپ سے اور ان دونوں نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو علی فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے میں نے امام صاحب پر سوء حفظ کا متہم قرار دیا کیونکہ اس حدیث کو شعبہ سے عثمان بن عمر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ امام ذھبی فرماتے ہیں: یہ امام طبرانی پر افتراء بازی ہے، یہ سوء حفظ کی دلیل نہیں بن سکتی[34]۔

جبکہ حافظ ضیاء الدین مقدسی فرماتے ہیں کہ امام طبرانی سے اس مذاکرہ میں بھول ہوئی ہے، اور اگر ایک ہی حدیث

میں بھول کی وجہ سے کسی کو متہم کیا جائے تو پھر سوء حفظ کے اتہام سے کوئی راوی بچ نہیں سکتا[35] اور حافظ ضیاء الدین مقدسی فرفاتے ہیں کہ ابن مردویہ نے تاریخ اصبہان میں ایک جماعت کا ذکر کیا ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور جب طبرانی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے آپ کو ضعیف نہیں کہا۔ پس اگر امام طبرانی ابن مردویہ کے ہاں ضعیف ہوتے تو ضرور آپ کا ذکر کرتے[36]۔

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی امام طبرانی پر اپنی کتاب میں الاحادیث الافراد جس میں شدید ضعف پائی جاتی ہو، موضوع احادیث اپنی کتابوں میں جمع کیں ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ بات صرف طبرانی سے خاص نہیں، اور افراد احادیث جمع کرنا کوئی الزام نہیں، بلکہ ان سے پہلے ماضی میں بھی دوسری صدی ہجری سے اکثر محدثین مفرد احادیث لیتے رہیں اور اسی طرح اگر انہوں نے حدیث کو اس کے سلسلہ سند کے ساتھ نقل کیا تو انہیں یقین ہے کہ وہ اس کی حراست سے رہا ہوئے ہیں، اور خدا بہتر جانتا ہے[37]۔

خلاصہ بحث:

امام طبرانی کا شمار مایاناز محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ علو اسناد اور کثرت روایات کے لیے کافی مشہور تھے۔ آپ نے طلب حدیث میں در در خاک چھانا ہے اور حدیث کے تمام مشہور مراکز کا سفر کرکے وہاں کے علماء اور مشائخ سے علم کا فیض حاصل کیا ہے۔ آخر میں اصبہان کی مرکزیت کی بنیاد پر یہاں قیام پذیر ہوئے اور ساٹھ سال تک یہاں رہے۔ امام طبرانی حفظ و ضبط و اتقان میں بلند مرتبہ پر تھے، انکے معاصرین اور محدثین نے ان کے حافظہ اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے، سیر اور تراجم نے انکو الحافظ الکبیر، احد الحفاظ، الحافظ العلم، واسع الحفظ، الحجۃ وغیرہ لکھا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے آپ پر تنقید بھی کی ہے، تاہم وہ آپ کی شان اور ثقاہت میں کمی نہ لا سکے۔

حوالہ جات:

[1] یہ لخم کی طرف نسبت ہے، اور اسکا نام مالک بن عدی ہے، اور وہ جذام کا بھائی ہے اور لخم اور جذام یمن کے دو قبیلے ہیں جو شام میں آباد ہو گئے۔ سمعانی، الانساب، ج ۱۱، ص؛ شمس الدین ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۴۰۷

[2] شمس الدین ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲۔ طبریہ کی نسبت طبرانی خلاف قیاس ہے کیونکہ طبری طبرستان کی طرف منسوب کیا جاتا

ہے اس لیے دونوں میں فرق کرنے کی عرض سے طبریہ کی نسبت طبرانی رکھا گیا ہے۔ جیسے صنعانی اور بھرانی۔ معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۷

[3] شمس الدین الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۸۵؛ شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۱۱۹؛ طبقات الحنابلہ، ج ۲، ص ۵۰

[4] یاقوت بن عبد اللہ الحموی، معجم البلدان، بیروت: دار صادر، ط ۲، ۱۹۹۵م، ج ۴، ص ۱۹

[5] ابو الحسن علی ابن اثیر، اللباب فی تہذیب الانساب، بیروت: دار صادر، ج ۲، ص ۲۷۳

[6] طبریہ عجمی نام ہے۔ یہ وادی کنعان کے ملک اردن کا ایک قصبہ ہے۔ اسکو سب سے پہلے روم کے بادشاہ طبار نے بنایا۔ اسی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام طبریہ رکھا گیا۔ شرحبیل بن حسنہ نے ۱۳ ہجری کو فتح کیا۔ معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۷

[7] شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، تحقیق خیری سعید، قاہرہ: مکتبہ توفیقیہ، ۲۰۰۸، ج ۱۲، ص ۲۷۹

[8] حممہ بن ابی حمیہ الدوسی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اصبہان آئے اور وہیں وفات پاگئے۔ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۵۷

[9] شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۲۸۶

[10] شمس الدین ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۴۰۷

[11] شمس الدین الذہبی، العبر فی خبر من غبر، تحقیق ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج ۲، ص ۱۰۶

[12] شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۲۰۲

[13] محمد بن عبد الغنی ابن نقطہ، التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، کمال یوسف الحوت، دار الکتب العلمیہ، ط ۱، ۱۴۰۸ھ، ج ۱، ص ۲۸۵

[14] شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۲۰۳

[15] یاقوت بن عبد اللہ الحموی، معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۸

[16] الاخبار، ج ۱، ص ۳۹۴

[17] شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۲۸۱

[18] ایضاً۔ ص ۲۸۳

[19] ایضاً۔ ص ۲۰۵

[20] ایضاً۔ ص ۲۸۴؛ شمس الدین الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق وتعلیق: شیخ علی محمد معوض و شیخ عادل احمد عبد الموجود، مکتبہ رحمانیہ ج ۳، ص ۲۷۸

[21] ایضاً۔ ص ۱۲۷

[22] علی بن ابی محمد الحسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر، تاریخ دمشق، تحقیق: عمرو بن غرامہ عمروی، دار الفکر للطباعہ النشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۵م۔ ج ۲۲، ص ۱۶۳

23 شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ص ۱۲۵۔ تاریخ دمشق، ج ۲۲، ص ۱۶۷

24 ایضاً۔ ص ۱۱۱۹؛ شمس الدین الذہبي، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۸۵

25 عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزي، المنتظم في تاریخ الامم والملوک، تحقیق: محمد عبد القادر عطا اور مصطفی عبد القادر عطا، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط ا، ۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲م۔ ج ۱۴، ص ۲۰۴

26 معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۸

27 شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ص ۲۰۶

28 شمس الدین الذہبی، میزان الاعتدال، ص ۲۷۸

29 شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ص ۲۰۶

30 ایضاً۔

31 ایضاً۔

32 ایضاً۔

33 محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، حدیث ۸۱۲ اور ۸۱۶، کتاب الصلاۃ، باب السجود علی الانف اور باب لا یکف ثوبہ فی الصلاۃ، ج ا، ص ۱۶۲؛ صحیح مسلم، حدیث ۴۹۰، ۲۲۸، ۲۳۰ اور ۲۳۱، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود، والنہی عن کف الشعر والثوب وعقص الراس فی الصلاۃ، ج ا، ص ۳۵۴

34 محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، معرفۃ علوم الحدیث، تحقیق: سید معظم حسین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ط ۲، ۱۳۹۷ھ، ج ا، ص ۱۴۱

35 شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ص ۲۰۶

36 ایضاً

37 أحمد بن حجر العسقلاني، لسان المیزان، تحقیق دائرۃ المعرف النظامیۃ، الھند، بیروت: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، ط ۲، ۱۳۹۰ھ، ج ۳، ص ۷۵